www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

مولانا محمد یوسف انور[1]

چند بھولی بسری یادیں

قصبہ پٹی (انڈیا)

اگست ۱۹۴۷ء میں تقسیم ملک کے وقت متحدہ ہندوستان کے صوبہ پنجاب کے ضلع لاہور کے متعلق قیاس آرائیاں یہی تھیں کہ یہ سارا ضلع پاکستان میں شامل ہو گا لیکن ہوا یہ کہ ضلع کی تحصیل قصور کے چار تھانے: کھیم کرن، گھڑیالہ، ولٹوعہ اور پٹی شرقی پنجاب میں شامل کر دیے گئے۔ ان تھانوں میں سے 'پٹی' ایک بڑا بارونق قصبہ تھا، آبادی اور پھیلاؤ کے لحاظ سے بھی وسعت رکھتا تھا، پرانے اور نئے شہر کے دو بڑے بازار کاروباری مراکز تھے۔ اس قصبہ کے قدیمی آباد کار مغلیہ خاندان کے لوگ تھے اس طرح پٹی کو مغلوں کی پٹی بھی کہا جاتا تھا۔

ہمارے فاضل اور محقق دوست مولانا محمد اسحٰق بھٹی نے اپنی تازہ تصنیف 'برصغیر میں اہل حدیث کی سرگذشت' میں پٹی کے ایک دینی مدرسہ محمدیہ کا مختصر اً ساذکر کیا ہے۔ مدرسہ کے اساتذۂ گرامی منزلت مولانا عبدالرحمٰن لکھوی، مولانا ہدایت اللہ ندوی اور مہتمم مولانا محمد علی قصوری تھے۔ بچپن میں ان سطور کے راقم کو ان حضرات کی مجالس اور زیارت کی سعادت حاصل ہے کیونکہ یہ مدرسہ ہمارے ہی محلہ مومن آباد کی وسیع و عریض مسجد میں قائم تھا۔ مدرسہ کے نگران و منتظمین میں مولانا محمد یحییٰ انصاری، اُن کے چھوٹے بھائی میاں محمد عبداللہ انصاری، میرے والد اور کچھ دیگر صلحا تھے۔

بھٹی صاحب نے دوسرے مدارس کا ذکر نہیں کیا، شاید ان کے علم میں نہ تھے۔ یہی وجہ ہے

1 نائب امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث، پاکستان

ISLAMIC RESEARCH COUNCIL
© rasailojaraid.com
محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

کہ وہ اپنی تصانیف میں اکثر توجہ دلاتے ہیں کہ ایک شخص کہاں تک معلومات فراہم کر سکتا ہے جبکہ ہمارے اسلاف کی دینی و اصلاحی اور دعوت و ارشاد کی خدمات کا دائرہ کار از حد وسیع ہے، بھٹی صاحب کی اسی ترغیب سے متذکرہ سطور تحریر میں لانے کا داعیہ پیدا ہوا۔

پیارے فاضل دوست جناب ڈاکٹر بہاؤالدین مقیم برطانیہ جو تحریکِ ختم نبوت اور تاریخ اہل حدیث بڑی جانفشانی سے مرتب فرما رہے ہیں، اُنہوں نے بھی فون پر مجھے توجہ دلائی کہ آپ پٹی کے رہنے والے ہیں جو بڑا مردم خیز شہر تھا، اس کے بارے میں کچھ تو لکھیں۔ بہرکیف ڈاکٹر صاحب کا فرمان بھی سر تسلیم خم کرنے کے مترادف تھا، لیکن یہ عاجز تقسیم ملک کے وقت بچپن اور نوعمری میں تھا مگر والدِ گرامی کی علما سے محبت و شغف اور ہمارے غریب خانہ پر اُن کا آنا جانا تقسیم ملک سے پہلے بھی اور بعد میں بھی ایک عرصہ تک رہا جن کی صحبت و ملاقاتیں میرے لئے متاعِ عزیز ہیں اور اس دور کی بھولی بسری یادیں ذہن میں تازہ کر کے سپردِ قلم کر دیتا ہوں۔

عرض کیا جا رہا تھا کہ مدرسہ محمدیہ کے علاوہ بھی پٹی میں دینی مدارس تھے جن میں سے پرانے شہر کی جامع مسجد اہل حدیث میں قائم مدرسہ اعلیٰ سطح پر تھا جس کی مسندِ تدریس پر حضرت مولانا حافظ محمد حسین روپڑی (مدیر اعلیٰ محدث حافظ عبدالرحمٰن مدنی حفظہ اللہ کے والد محترم)، حضرت حافظ حکیم محمد احمد اور خطیبِ مسجد حضرت مولانا عبدالرحمٰن فائز تھے اور اُس کے منتظمین میاں محمد عالم، میاں دین محمد، اُن کے والد میاں مولا بخش اور میاں عبدالستار (جو ماضی قریب میں سرگودھا میں انتقال کر گئے تھے)، مولانا حکیم عبدالرحمٰن آزاد (تقسیم ملک کے بعد گوجرانوالہ آ گئے، مجلس احرار کے قائد اور مرکزی جمعیت اہل حدیث کے رہنماؤں میں سے تھے)، مولانا عبدالعظیم انصاری اور حافظ عبدالرحمٰن پٹوی ثم قصوری کی رہائشیں اور کاروبار اسی مسجد کے نواح میں تھیں۔ تمام اردگرد کا ماحول دینی تھا، اکثریتی آبادی مسلمانوں کی تھی۔ منڈی کی جامع مسجد اہل حدیث کے خطیب نمونۂ سلف مولانا سید عبدالرحمٰن شاہ تھے۔

ایک اور مضافاتی بستی میں مولانا حافظ محمد اسماعیل ذبیح خطیب تھے جو مدرسہ رحمانیہ دہلی سے تحصیل علم کے بعد پٹی آئے، وہ میرے والد کے جگری دوست اور صبح و شام اکل و شرب

© rasailojaraid.com
محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

اور بیٹھنے اُٹھنے میں عام طور پر اکٹھے دیکھے جاتے۔ حافظ صاحب چھوٹی عمر میں والدین کے سایہ سے محروم ہو گئے تھے، اکیلے بھائی خود ہی تھے۔ ان کی جوان خوبصورتی اور بلند آہنگ تقریروں کا بڑا شہرہ تھا۔ خوش طبعی اور رہر دل عزیزی کے سبب تمام طبقات میں مقبول و معروف تھے۔ پٹی سے وہ جاذبِ نظر شہر ترن تارن ضلع امرتسر میں چلے گئے اور وہاں کی جامع مسجد اہل حدیث میں خطابت کے فرائض سرانجام دیتے تھے۔ مسجد کے قریبی میدان میں ہر سال سالانہ جلسہ منعقد کرتے جس میں والد صاحب باقاعدگی سے شرکت کرتے، تقسیم ملک سے چند ماہ قبل غالباً مارچ ۱۹۴۷ء کے سالانہ جلسہ پر والد صاحب مجھے بھی ہمراہ لے گئے۔

اب سنیے اس جلسہ کے ایک رات کے اجلاس کی روداد، جس کی صدارت حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری فرما رہے تھے۔ اس دور کے نامی گرامی مقرر مولانا عبد اللہ ثانی اپنی مسحور کن آواز میں تقریر کر رہے تھے کہ کسی نے مولانا امرتسری کے کان میں آ کر عرض کیا کہ جلسہ کے ایک کونے میں حافظ محمد اسماعیل روپڑی اور حافظ عبد القادر روپڑی کھڑے ہیں جو کسی نزدیکی گاؤں میں تبلیغی پروگرام سے فارغ ہو کر یہاں پہنچ گئے تھے، ان دنوں روپڑی ثنائی نزاع جو علمی نوعیت کا تھا مگر عروج پر تھا اور دونوں طرف کے علما کے باہم مذاکرات و گفتگو میں بعض اوقات تلخیاں بھی پیدا ہو جاتی تھیں۔ ان کشیدہ احوال کے باوجود مولانا امرتسری نے روپڑی برادران کو پیغام بھیجا کہ وہ اسٹیج پر آ جائیں چنانچہ دونوں بھائی اسٹیج پر تشریف فرما ہوئے۔ مولانا ثانی کی تقریر کے بعد مولانا امرتسری نے دونوں کی تقریریں کرائیں۔ یاد پڑتا ہے کہ مولانا ثانی کی توحید کے موضوع پر تقریر کو آگے بڑھاتے ہوئے حافظ محمد اسماعیل نے اپنے ممتاز لحن داؤدی اور شیریں بیانی سے خطاب کیا۔ حافظ عبد القادر نے ختم نبوت کے زیر عنوان دھواں دھار اور ولولہ انگیز تقریر کی جن کے بعد حضرت مولانا امرتسری نے اپنے روایتی حسن اخلاق اور کریمانہ اقدار کا مظاہرہ فرماتے ہوئے صدارتی خطاب میں فرمایا کہ اختلافات اپنے مقام پر مگر یہ دونوں بچے میرے بھتیجے ہیں، اُن کی حوصلہ افزائی اور ان سے شفقت و پیار میں میرا کوئی کمال نہیں بلکہ یہ تو سنتِ نبویؐ ہے۔

© rasailojaraid.com
محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

موضع پٹی کا تذکرہ ہوتے ہوتے قریب کے دو اسٹیشن چھوڑ کر شہر خوش نما ترن تارن کے ایک شگفتہ اور تاریخی واقعہ کی یاد آگئی جسے اوپر تحریر میں لا چکا ہوں۔ پٹی کے تھانہ کی بلند بانگ محل نما عمارت کے پہلو میں کئی کنال پر مشتمل ایک عظیم الشان دارالعلوم قائم کیا گیا جس میں درسِ نظامی ہائی سکول اور حفظ قرآنِ مجید اور قرات و تجوید کے شعبوں میں تعلیمات کا اجرا کیا گیا۔ اس دارالعلوم کی بنیاد تقسیم ملک سے دو ڈھائی سال پہلے ایک تین روزہ عالی شان کانفرنس کے انعقاد کے موقع پر رکھی گئی جس کی صدارت بھی حضرت مولانا امرتسری نے فرمائی تھی۔

ضرورت کے مطابق بلڈنگ تیار ہو چکی تھی۔ ان سطور کے راقم نے اسی درس گاہ میں ناظرہ قرآنِ مجید اور سکول کی دو جماعتیں پڑھی تھیں۔ کانفرنس میں جن اسلاف اور صالحین کی زیارت کا مجھے شرف حاصل ہوا ان میں مولانا امرتسری، مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی، حضرت حافظ محمد عبد اللہ روپڑی، حافظ محمد حسین روپڑی، مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی اور امیر انجمن اہلحدیث پنجاب حضرت سید محمد شریف شاہ گھڑیالوی۔ نوجوان علما کی کثیر تعداد تھی جن میں سے چند معروف مولانا محمد عبد اللہ ثانی، مولانا احمد دین گکھڑوی، مولانا حافظ محمد اسماعیل ذبیح، حافظ محمد اسماعیل روپڑی، حافظ عبد القادر روپڑی، مولانا علی محمد صمصام، مولانا امیر الدین بھانبڑی، مولانا حافظ محمد ابراہیم باقی پوری ثم حافظ آبادی، مولانا حکیم عبد الرحیم اشرف، مولانا نور حسین گرجاکھی اور مولانا عبد المجید سوہدروی کے اسمائے گرامی مجھے یاد ہیں۔ پاکستان میں آکر بھی یہ حضرات آخر دم تک تبلیغ و دعوت کتاب و سنت میں مصروف ہو گئے۔ حافظ عبد الرحمٰن پٹوی ثم قصوری اسٹیج سیکرٹری تھے۔ اسٹیج کے دائیں بائیں رضا کاروں میں مولانا عبد العظیم انصاری، حاجی محمد علی پٹوی ثم وہاڑی، میاں عبد الستار، صوفی جمال دین پٹوی ثم عبد الحکیم ضلع خانیوال اپنے دیگر ساتھیوں کے ہمراہ ڈیوٹیوں پر تھے اور نعروں کی بہاروں سے بھی مجمع میں ایک ولولہ پیدا کر رہے تھے۔

اس دارالعلوم کے اصل بانی سید عبد الرحمٰن شاہ اور میاں محمد عالم تھے۔ افسوس کہ یہ تعلیمی منصوبہ تقسیم ملک کی نذر ہو گیا لیکن ان صالحین کا جذبہ تقسیم ملک کے بعد بھی قائم رہا اور دونوں حضرات مولانا سید محمد داؤد غزنوی کی خدمت میں حاضر ہوئے، چنانچہ انہی کے تصور اور خاکہ

© rasailojaraid.com
محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

پر مولانا غزنوی، مولانا محمد اسماعیل سلفی، مولانا محمد حنیف ندوی اور مولانا محمد عطاء اللہ حنیف جیسے اکابر نے فیصل آباد میں جامعہ سلفیہ کی بنیاد و تاسیس رکھی جس کی تفصیل میں کسی گذشتہ مضمون میں تحریر کر چکا ہوں۔

محمدی بیگم کی داستان

اب مزید موضع پٹی کا ذکر کرتے ہیں جیسا کہ پیچھے لکھا جا چکا ہے کہ اس تاریخی قصبہ کے آباد کار مغل خاندان سے تعلق رکھتے تھے، ان کے آباؤ اجداد میں سے تقسیم ملک کے موقع پر جو نمایاں افراد موجود تھے، وہ تھے: مرزا امان اللہ، مرزا حمید اللہ اور مرزا اسلم بیگ۔ آخر الذکر مرزا اسلم بیگ میرے والد کے دوستوں میں سے تھے۔ وہ قریباً ہر روز عصر کے بعد ہماری دکان پر آجاتے، چائے کا رواج ان دنوں کم تھا، البتہ اُنہیں پڑوس کے حکیم عمر دین عطار کی دکان سے والد صاحب شربت پلاتے۔ کئی طرح کی دونوں میں گپ شپ رہتی۔ میں نے دیکھا کہ کئی مرتبہ ان کی بات چیت میں مرزا غلام احمد قادیانی کی محمدی بیگم سے رغبت و ناکامی اور کذب و افترا کی باتیں ہوتیں اور دونوں خوب محظوظ ہوتے۔

مرزا غلام احمد نے پٹی کی رہائشی اور اسی مغل خاندان کی جواں سال بیٹی سے نکاح کے لئے بڑے جتن کئے، الہامات اور اشتہارات شائع کئے کہ میرا نکاح اس سے لازمی طور پر ہو گا۔ مرزا نے خاندان کے افراد کے ذریعے کئی قسم کے مالی لالچ بھی دیئے اور نکاح نہ کرنے کی پاداش پر اُن پر عذابِ الٰہی اور مصائب سے دوچار ہونے کے الہامات سے ڈرایا دھمکایا مگر بے سُود!

غرضیکہ مرزا غلام احمد نے محمدی بیگم کے ساتھ نکاح رچانے کے لئے کئی طرح کوششیں اور سازشیں کیں جسے مرزا اسلم بیگ مزے لے لے کر بیان کرتے۔ میرے والد مرحوم بھی علماے کرام سے اس سلسلہ کی سُنی مرزا کی خرافات کا ہنس ہنس کر اظہار کرتے۔ مرزا اسلم بیگ نے بتایا کہ مرزا غلام احمد کی ذلّت و رسوائی یوں ہوئی کہ محمدی بیگم کا نکاح میرے ایک عزیز سلطان محمد سے ہو گیا لیکن مرزا غلام احمد اس کے باوجود پیش گوئیاں کرتا رہا بلکہ یہ دعویٰ کر دیا کہ اللہ تعالیٰ نے محمدی بیگم کا نکاح میرے ساتھ خود پڑھا دیا ہے۔ اس پر بعض لوگوں کے

© rasailojaraid.com
محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے یہاں تک لکھ دیا کہ ”اس عورت کا نکاح آسمان پر میرے ساتھ پڑھایا گیا ہے۔“

ایک دفعہ مولانا حافظ عبد القادر روپڑی نے اپنی تقریر میں مولانا احمد الدین گکھڑوی کے مرزائی مناظر مولوی سلیم کے ساتھ مناظرہ کا احوال بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ مناظرہ کا موضوع 'نکاحِ مرزا' تھا۔ مولانا احمد دین مرزائی مناظر سے کہنے لگے کہ آپ کے عقیدہ کے مطابق مرزا صاحب کا نکاح آسمان پر اللہ تعالیٰ نے محمدی بیگم سے پڑھایا۔ لہٰذا چھوہارے فرشتے کھا گئے، دُلہن پٹی والا لے گیا، آپ لوگوں کے ہاتھ کیا آیا جو خواہ مخواہ بحث و مباحثہ میں پڑے ہوئے ہیں۔ مولانا احمد دین نے حقیقتِ حال واضح کرتے ہوئے مزید کہا کہ محمدی بیگم مرزا غلام احمد کی عبرت ناک موت کے بعد نوے برس سے زائد عمر پا کر لاہور میں فوت ہو گئی جس نے وصیت کی تھی کہ کوئی مرزائی میرے جنازے پر نہ آئے۔

مولانا امر تسری کی بلند اخلاق

چلتے چلتے ایک اور دل آویز واقعہ دماغ میں تازہ ہو گیا، پٹی کی جس کانفرنس کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ اس میں مولانا امر تسری کی صدارت میں رات کے اجلاس میں مولانا احمد دین گکھڑوی اور ان کے بعد مولانا حافظ عبد القادر روپڑی نے نہایت ایمان افروز اور باطل شکن تقریریں کیں جن کے بعد مولانا امر تسری مائک پر آئے اور دائیں طرف مولانا احمد دین کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور بائیں طرف حافظ عبد القادر روپڑی کو بلا کر اُن کے کندھوں پر ہاتھ رکھا اور سامعین کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا کہ میرے بعد ان شاء اللہ میدانِ مناظرہ خالی نہیں رہے گا، کیونکہ یہ دونوں نوجوان علما میرے خلا کو پُر کریں گے۔ پھر دونوں کی زندگیوں کے لئے اور علم و عمل کی فراوانیوں کے لئے دعائیں دیں۔ ؏ خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را !!

© rasailojaraid.com
محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ